کلمۃ الحرمین

سید اکرام الحق جاوید

فان تنازعتم فی شیئی فردوہ الی اللہ والرسول ....

مذہبی فرقہ واریت ------ مسئلہ کو میرٹ پر حل کیجئے !!!

مسئلہ کشمیر کی طرح مذہبی فرقہ واریت بھی ہمارے لئے سوہان روح بن چکی ہے ۔قربانی کی عید گزار کر جونہی فارغ ہوئے تو ہر چہرہ محرم الحرام کے آغاز پر متوقع اور ناگہانی فرقہ واریت کے زخموں سے چور نظر آنے لگتا ہے ۔حکومت الگ سے پریشان ، عوام خوف زدہ ، انتظامیہ چوکس ، فوج الرٹ ، اور نہ جانے کیا کیا حربے ہیں جو فرقہ واریت روکنے کے لئے روا رکھنے پڑتے ہیں ۔ مجسٹریٹوں کی ڈیوٹیاں لگ جاتی ہیں -- انتظامی افسروں کی چھٹیاں منسوخ ، علماء کے داخلے ممنوع ، زبان بندی ، اور گرفتاریوں کے لئے ڈپٹی کمشنروں کو منہ مانگے اختیارات بلکہ بے مانگے وہ پاورز مل جاتی ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ جیسے ہر سول افسر ذوالفقار علی بھٹو کی طرح چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ہو ۔

انہی دنوں میں سنی و شیعہ علما و ذاکرین کے قتل ، قاتلانہ حملوں اور اندھا دھند فائرنگ کے واقعات شدت اختیار کر لیتے ہیں --- یہ سب کیا ہے ؟--- یہ مسلمان اپنے نئے سال کے آغاز پر سالانہ "امن بجٹ " بنا رہے ہیں ۔ یہ گویا کتاب کا دیباچہ ، بھائی چارے کی ایک جھلک اور محبت و آشتی کی ایک کرن ہے ! ہمیں تو ڈر ہے کہ وہ وقت ہی نہ کہیں آ جائے کہ محرم سے ذرا پہلے مائیں اپنے بیٹوں کو ، بہنیں اپنے بھائیوں اور بیویاں اپنے شوہروں کو لے کر چند دن کے لئے کسی دوسرے شہر ، دیہاتوں یا پُر فضا مقامات پہ چلی جائیں ۔ کہ چھوڑو ایسے شہروں کو ، جہاں موت کے سائے ہر دم بڑھ رہے ہوں اور ہر کوئی خون کی ہولی کھیلنے کے لئے تیار نظر آ رہا ہو ۔

۱۱۔محرم کو ہم نے "میاں برادران" کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھی ۔ ورنہ وہ دس دن تو کھوئے کھوئے اور اداس نظر آرہے تھے ۔ وہ شیعہ تو نہیں ہوئے ۔ اور نہ ہی کربلا سے "قتل حسین" کی خبر انہیں اب پہنچی تھی ۔ بلکہ وہ وطن عزیز کو کسی "کربلا" سے بچانے کے لئے تگ و دو میں مصروف تھے ۔ انتظامی اجلاس، علماء سے ملاقاتیں، وعدے، غیر ملکی طاقتوں پر نظر، اور ان کے آلہ کار ایجنٹوں پر گرفت !

۱۱۔محرم گزرا تو علماء کی نظر بندیاں اور گرفتاریاں اس طرح ختم ہوئیں جیسے انہیں کوفے والوں کے خطوط کے ذمہ سے بری کر دیا گیا ہو ۔ اور بتایا گیا ہو کہ انتہائی تحقیقات کے بعد،

اے علماء وطن ! ثابت ہوا ہے کہ کوفے والوں نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (برائے بیعت خلافت) کو کوفہ بلانے کے لئے جو خطوط لکھے تھے ۔ اس میں آپ کا کوئی ہاتھ نہیں ہے ۔ اور نہ ہی مخالف فوجوں کو مشتعل کرنے میں آپ نے کوئی کردار ادا کیا ۔ اس لئے آپ کو اس الزام سے اس سال بری کیا جا رہا ہے ۔ آئندہ برس پھر دیکھا جائے گا !!!

دیکھنے اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ شیعہ سنی فسادات ہوں یا دوسرے گروہوں کی فرقہ واریت، کیا اس سے نجات ممکن نہیں ہے ؟ ----یقیناً ممکن ہے لیکن اس کے مثبت نتائج اس وقت تک سامنے نہیں آسکتے جب تک کہ فریقین اس قضیئے کو نمٹانے کے لیے مخلص، انتظامیہ غیر جانبدار ہو کر بے قرار اور حکمران فیصلوں پر عملدرآمد میں موثر ثابت نہیں ہوتے ----جب انتظامیہ کا بڑا حصہ اپنے اپنے فرقہ کی حمایت حمایت کر رہا ہو تو پھر امن بحال کیسے ہو ؟؟؟

یوں تو لیگی حکومت ہر سطح پر میرٹ کا وعدہ کر کے برسر اقتدار آئی ہے ۔ ایسے میں اس کو فرقہ واریت کے خاتمے میں بھی "میرٹ" کا اصول مدنظر رکھنا پڑے گا ۔ یہاں منہ ملاحظے، تعلقات، دل شکنی سے اجتناب، اور کسی معجزے کا انتظار کام نہیں آئے گا ۔ گالی بہرحال گالی ہے طیش میں آ کر دی جائے یا مسکرا کے، دعا بالآخر دعا ہے ۔ جبری ہو یا خفی ۔ کسی کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ صحابہ کرام اور "اہل بیت" پر شب و ستم کرے، تبرہ بازی کی مرتکب ہو اور وہ ان پاک باز ہستیوں کے بارے میں اہانت آمیز لب و لہجہ اختیار کرے، گھوڑے اور تعزئیے کے بارے میں "اہل ایران" کو وقتی طور پر راہنما مان لیا جائے ۔ عاشور کے موقع پر جو صورتحال وہاں ہے اس کو یہاں بھی "فالو" کیا جائے ۔ اور محرم کے ان ایام میں ٹی وی اور اخبارات پر ایک خاص فرقے کی گرفت کو ختم کیا جائے ۔ اور ہر فریق کو اپنا اپنا

موقف بیان کرنے، سنانے اور سمجھانے کا موقع دیا جائے ۔ جب میرٹ کی بات ہو گی تو اکثریت کا فیصلہ تسلیم کرنا ہو گا ۔ یہ ملک ایک سنی سٹیٹ ہے ۔ جہاں آئین کی بنیاد قرآن و حدیث ہے ۔ اس لئے سی کے جذبات کی " خواہ مخواہ کی پروا " کا ہوا کھڑا کرنے کی بجائے " جو جہاں ہے، جیسے ہے " کی بنیاد پر اصولوں پر آمادہ کیا جائے ۔ جس کو غم حسین منانا ہے وہ اپنے گھر میں منائے، بیٹھے روئے، چلائے، سینہ کوبی کرے، کالے کپڑے پہنے، جو جی میں آئے کرے ۔ ہر شخص اپنے گھر میں آزاد ہے ۔ لیکن کسی کو دوسروں کی دل آزاری کا حق نہیں دیا جا سکتا ۔ اور یہ تبلیغ بھی نہیں ہے کہ وطن عزیز کا ماحول لہو رنگ کر دیا جائے ۔ اور ہر طرف سوگ ہی سوگ ہو ۔

یہاں ہم قرآن و سنت کے ماننے والے ثالث کا کردار بخوبی ادا کر سکتے ہیں ۔ چونکہ آئین کے مطابق ہم ہی قرآن و سنت کو ماننے والے ہیں ۔ لہذا ہمارا ثالثی کردار بھی آئینی ہو گا ۔ چنانچہ تمام شہروں کی امن کمیٹیوں میں اہلحدیث حضرات کو چیئرمین بنایا جائے ۔ اور ان کے ہی فیصلے کو قانون قرار دیا جائے ۔ رہ گئی بات ایک آدھ دوسرے فرقے کی ریشہ دوانی کی ۔ تو اتنا سنگین مسئلہ نہیں ہے ۔ جب یہ طے ہو جائے گا کہ " حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کوفہ آمدورفت " اسلام کا حصہ نہیں ہے کہ اسلام ان کے نانا کے ہاتھوں مکمل ہو گیا تھا تو فرقہ واریت کے دیگر جرائم خود بخود مرمٹ جائیں گے ۔۔۔۔ حکومتیں، امن ہمیشہ اصول اور طاقت سے قائم کرتی ہیں ۔ اور ہماری موجودہ حکومت کو امن کی بحالی میں ایک اصول اپنانا پڑے گا ۔۔۔۔ کہ یہاں آئین کا کردار ہے ۔۔۔۔ گویا کتاب و سنت کی حکمرانی اور ہر شخص کو اس کا حصہ اتنا ہی ملے گا جتنے کا کہ وہ حق دار ہے ۔

فرقہ واریت کے مستقل خاتمہ کے سلسلے میں رئیس الجامعہ اور نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان علامہ محمد مدنی صاحب (جو کہ ماھنامہ حرمین کے چیف ایڈیٹر بھی ہیں) نے مرکزی جامع مسجد اھلحدیث " چوک اھلحدیث جہلم میں خطبہ جمعہ کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ایک بہترین حل تجویز کیا ہے ...... کہ ۔ ہر فرقہ، جماعت اور گروہ کو ان کے مستند عقائد کا پابند کیا جائے اور اس میں کمی بیشی کی اجازت نہ دی جائے ۔ مثلاً ۔ اھلحدیث قرآن و حدیث کے پابند ہوں اور احناف اپنی فقہ کی مستند کتب کے پابند اور شیعہ (روافض) اپنی فقہ جعفریہ کے پابند ...... اس سے ایک تو نت نئے مسائل کی پیداوار رک جائے گی اور فرقہ واریت کا معقول سد باب بھی ہو جائے گا ۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر حکومت اس تجویز کو عملی جامعہ پہنائے تو فرقہ واریت کے اس جن کو دوبارہ بوتل میں داخل کرنے کی راہ بھی نکل آئے گی ۔

وما علینا الا البلاغ